غیر بکلّی معدوم ہے اور تمام اسباب ہیچ اور ذلیل اور بیقدر نظر آتے ہین اور صدق اور وفا کا مادّہ اسقدر جوش مین آگیا ہے کہ ہر ایک مصیبت کا تصور کرنے سے وہ مصیبت آسان معلوم ہوتی ہے اور نہ صرف تصور بلکہ مصائب کے وارد ہونیسے بھی ہر ایک درد برنگ لذت نظر آتا ہے تو جب یہ تمام علامات پیدا ہو جائین تو سمجھنا چاہیئے کہ اب پہلی ہستی پر موت آگئی ✢

اس موت کے پیدا ہو جانیسے عجیب طور کی قوتین خدا تعالی کی راہ مین پیدا ہو جاتی ہین وہ باتین جو دوسرے کہتے ہین پر کرتے نہین اور وہ راہین جو دوسرے دیکھتے ہین پر چلتے نہین اور وہ بوجھ جو دوسرے جانچتے ہین پر اٹھاتے نہین ان سب امور شاقہ کی اس کو توفیق دیجاتی ہے کیونکہ وہ اپنی قوت سے نہین بلکہ ایک زبردست الہی طاقت اس کی اعانت اور امداد مین ہوتی ہے جو پہاڑون سے زیادہ اسکو استحکام کی رو سے کر دیتی ہے اور ایک وفادار دل اس کو بخشتی ہے تب خدا تعالے کے جلال کے لیئے وہ کام اس سے صادر ہوتے ہین اور وہ صدق کی باتین ظہور مین آتی ہین کہ انسان کیا چیز ہے اور آدمزاد کیا حقیقت ہے کہ خود بخود ان کو انجام دیسکے وہ بکلّی غیر سے منقطع ہو جاتا ہے اور ما سوا اللہ سے دونون ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور سب تفاوتون اور فرقون کو درمیان سے دور کر دیتا ہے اور وہ آزمایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے اور طرح طرح کے امتحانات اسکو پیش آتے ہین اور ایسے مصایب اور تکالیف اسپر پڑتی ہین کہ اگر وہ پہاڑون پر پڑتین تو انہین نابود کر دیتین اور اگر وہ آفتاب اور ماہتاب پر وارد ہوتین تو وہ بھی تاریک ہو جاتے لیکن وہ ثابت قدم رہتا ہے اور وہ تمام سختیون کو بڑی انشراح صدر سے برداشت کر لیتا ہے اور اگر وہ ہاون حوادث مین پیسا بھی جائے اور غبار سا کیا جائے تب بھی بغیر انی مع اللہ کے اور کوئی آواز اسکے اندر سے نہین آتی جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اسکا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتون اور مقامات عالیہ کو ظلّی طور پر پا لیتا ہے جو اس سے پہلے نبیون اور رسولون کو ملے تھے اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نایب ہو جاتا ہے وہ حقیقت جو انبیاء مین معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس مین کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء مین عصمت کے نام سے نامزد کیجاتی ہے اس مین محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء مین نبوّت کے نام سے بولی جاتی ہے اس مین محدثیت کے پیرایہ مین ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن باعث شدّت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہین اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات مبارکہ اشارت فرما رہے ہین کہ محدّث نبی بالقوہ ہوتا ہے اور اگر باب نبوّت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود مین قوّت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدّث کا حمل نبی پر جایز ہے یعنے کہہ سکتے ہین کہ المحدّث نبی جیسا کہ کہہ سکتے ہین کہ العنب خمر نظراً علی القوۃ والاستعداد و مثل ہذا الحمل شائع متعارف فی عبارات القوم وقد جرت المحاورات علی ذالک کما لا یخفی علی کل ذکی

عالم مطلع علی کتب الادب والکلام والتصوّف - اور اسی حمل کی طرف اشارہ ہی جو اللہ جلّشانہ نے اس قرأت کو جو وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث ہے مختصر کرکے قرأت ثانی مین صرف یہ الفاظ کافی قرار دیئے که وما ارسلنا من رسول ولا نبی -

اور اس سوال کا جواب کہ جس شخص کو شرف مکالمہ الٰہیہ کا نصیب ہو وہ کب اور کن حالات مین اخذ کلام الٰہی کا زیادہ تر مستحق ہوتا ہی - یہ ہی کہ اکثر شدائد اور مصائب کے نزول کے وقت اولیاء اللہ پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے تا ان کی تسلی اور تقویت کا موجب ہو جب وہ نزول آفات اور حوادث فوق الطاقت سے نہایت شکستہ اور دردمند اور کوفتہ ہو جاتے ہین اور حزن اور قلق انتہا کو پہنچ جاتا ہے تب خدا تعالےٰ کی صفت کلام اُن کے دل پر متجلی ہوتی ہے اور کلمات طیبہ الٰہیہ سے ان کو سکینت اور تشفی بخشی جاتی ہے - حقیقت یہ ہے کہ ملہم کی انکساری حالت الہامی آگ کے افروختہ ہونیکے لئے بہت ہی دخل رکھتی ہی جب ایک شرف یاب مکالمہ الٰہی کمال دردمند اور مضطر ہوتا ہے اور اس کی توجہ درد اور حزن سے ملی ہوئی ایک تار بندھ جانے کی حالت تک پہنچ جاتی ہی اور وفاداری اور تضرع اور صدق کے ساتھ ربوبیت کی شعاعوں کے نیچے جا پڑتی ہے تو یکدفعہ ربوبیت کی ایک شعاع اپنی ربوبیت کی تجلی کے ساتھ اس پر گرتی ہے اور اس کو روشن کر دیتی ہے اور وہ روشنی کبھی کلام کی صورت مین اور کبھی کشف کی صورت مین ظاہر ہوتی ہی اور رجوع کرنیوالے دل کو اس فتیلہ کی طرح جو آگ کے نزدیک پہنچ جاتا ہے اپنے ربانی نور سے منور کر دیتی ہی کیا یہ بدیہی طور پر محسوس نہین ہوتا جو ایک فتیلہ جو پاکیزہ تیل اپنے اندر رکھتا ہے جب آگ کے نزدیک کیا جاتا ہے تو وہ فی الفور صورت بدل لیتا ہے اور آگ کی صحبت سے واپس آتے وقت ایک چمکتا ہوا شعلہ اپنے ساتھ لاتا ہی پس ایک عارف اور کامل انسان اس وقت مکالمہ الٰہیہ کے لئے نہایت ہی استعداد قریبہ رکھتا ہے جب وہ دردمند ہو کر آستانہ الٰہی پر گرتا ہے اور ہر ایک طرف سے منقطع ہو کر اُس موافقت اور مصادقت کو جو اسکے رگ و ریشہ مین رچی ہوئی ہے ایک تازہ اور نیا جوش دیتا ہے اور دردناک روح کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد کے لئے التجا کرتا ہے تب خدا تعالےٰ اس کی سنتا ہے اور اسے تودد اور محبت کے ساتھ جواب دیتا ہے اور اُس پر رحم کرتا ہی اور اُسکی دعاؤن کو اکثر قبول فرما لیتا ہے آج کل کے بعض ملحدانہ خیال والے جو یورپ کے فلسفہ اور نیچر کے تابع ہو گئے ہین اور اجابت اور قبولیت دُعا سے منکر ہین اُن کے یہ خیالات سراسر باطل ہین کہ قبولیت دعا کچھ چیز نہین اور تحصیل مرادات کے لئے دعا کرنا نہ کرنا برابر ہے - یاد رکھنا چاہیئے کہ مومن پر خدا تعالےٰ کے فضلون مین سے یہ ایک بڑا بھاری فضل ہوتا ہے جو اس کی دعائین قبول ہوتی ہین اور اس کی درخواستین گو کیسی ہی مشکل کامون کے متعلق ہون اکثر بپایۂ اجابت پہنچتے ہین اور دراصل ولایت کی حقیقت یہی ہے جو ایسا قرب اور وجاہت حاصل ہو جائے جو یہ نسبت اور ونکے بہت دعائین قبول ہون کیونکہ ولی خدا تعالےٰ کا دوست ہوتا ہی اور ظاہر دوستی کی یہی نشانی ہی کہ اکثر درخواستین اس کی قبول کیجائین پس جو شخص کہتا ہے کہ دعا قبول ہونیکے اس سے زیادہ